مستند تحریر: قرآنِ کریم سے گفتگو
کے واقعات کا خوبصورت اضافہ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
اور ان کا
ایک پادری سے مکالمہ

مرتب
مولانا حافظ محمد اسلم زاہد

مکتبہ المجاہد رائے ونڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مستند تحریر: قرآنِ کریم سے گفتگو
کے واقعات کا خوبصورت اضافہ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

اور ان کا

ایک پادری سے مکالمہ

مرتب
مولانا حافظ محمد اسلم زاہد

مکتبہ المجاہد رائے ونڈ ضلع لاہور

نام کتاب .... حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
اوران کاایک پادری سے مکالمہ

مرتب .... مولانا محمد اسلم زاہد

اشاعت .... جنوری ۲۰۰۴ء

قیمت .... -/12 روپے

ناشر
مکتبہ المجاہد
بیرون تبلیغی مرکز رائے ونڈ ضلع لاہور
فون:0333-4307319

ملنے کے پتے

۱۔ حافظ جنرل سٹور، بیرون تبلیغی مرکز رائے ونڈ
۲۔ حافظ اسلامی کیسٹ ہاؤس، بیرون تبلیغی مرکز رائے ونڈ
۳۔ مدنی خوشبو ہاؤس، بیرون تبلیغی مرکز، رائے ونڈ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرضِ مرتب

کئی سال پہلے مبلغ اسلام مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ کے بیانات پر مشتمل تین جلدیں: (بیانات طارق جمیل، تحفہ جمیل اور حسن جمیل) اس کمترین کے ہاتھوں تیار ہو کر مارکیٹ میں آئیں تو ان بیانات اور کیسٹوں میں مولانا کا بیان کردہ ایک واقعہ زبان زد اہل تبلیغ بن گیا۔ نوجوانوں کو دیکھا، سنا کہ وہ اسے بڑے مزے لے لے کر ایک دوسرے کو سناتے ہیں اور محظوظ ہوتے ہیں۔ بزرگ بھی اس دلچسپ علمی واقعہ میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ واقعی یہ ایک غیر معمولی ایمان افروز تذکرہ ہے جس میں امت مسلمہ کے قرآنی ذوق اور اس میں انہماک اور دیگر یقین افزاء مناظر نظر آتے ہیں۔

مذکورہ مجموعہ کی ترتیب کے ناطے مخلص احباب نے اس عظیم سرگذشت کو پوری تحقیق کے ساتھ الگ کتابی شکل دینے کی خواہش مجھ بے علم وعمل سے کر دی۔ طبعی میلان پہلے ہی تھا چنانچہ لائبریریوں میں اس کی تلاش کر دی احباب کی دعاؤں سے اس کی اصل ''انوار مدینہ'' میں ملی جس کی تفصیلات آگے آرہی ہیں۔

دورانِ تحقیق اس تعلق قرآنی اور قرآنی ادب کے بہت سے واقعات مل گئے، جنہیں ایک الگ بڑی کتاب کی ضرورت ہے۔ فی الحال اختصار کے پیش نظر چند کا انتخاب کیا ہے۔

قارئین! تمام حفاظِ قرآن کو یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے کہ قدرت نے ان کے سینے کی رحل پر تنزیل الرحمٰن رکھی ہوتی ہے لیکن بعض حضرات اس کے علاوہ عربی ادب پر بھی عبور رکھتے ہیں اس لئے انہیں قرآن مجید کے مفہوم ومعانی کا بھی پورا علم ہے جو انہیں

"اَعۡظَمُ دَرَجَۃً" کردیتا ہے ابتداء نزول قرآن سے اب تک بے شمار عشاق قرآن گزرے ہیں کہ قرآن کے الفاظ میں کلام کرنا ان کی ایک نادر روزگار خوبی تھی جو نور کے ہالے کی طرح ہر وقت ان کی شخصیت کو منور کیے رکھتی تھی اور وہ یہ تھی کہ یہ حضرات اپنی روزمرہ زندگی میں اور گفتار میں موقع ومحل کے مطابق کسی تکلف اور آورد کے بغیر قرآنی آیات کا حوالہ دیتے تھے کہ ان کے حفظ پر حیرت ہوتی تھی ان کے برمحل حوالے سے لطف حاصل ہوتا تھا۔ لوگ ان کی حیرت ناک یاد پر تحیر وتحسین کے جذبات سے معمور ہو جاتے تھے اور ان سے برجستہ آیات قرآنی سن کر عش عش کر اٹھتے تھے۔ یوں محسوس ہوتا کہ بولنے والے کی مادری زبان ہی قرآنی ہے۔ کیونکہ ایسا نہیں تھا کہ یہ بات شاذ و نادر ہو، بلکہ یہ حضرات اٹھتے، بیٹھتے، چلتے پھرتے، گفتگو کرتے اور جواب دیتے ہوئے قرآنی آیات والفاظ کو لمبی سوچ کے بغیر یوں حوالہ دیتے گویا ''فی البدیہ'' پڑھتے تھے اور وہ آیت ان کی گفتگو میں اس خوبصورتی سے فٹ ہوتی۔ گویا انگشتری میں لعلِ یمن جڑ دیا گیا ہو۔ اور سامعین میں قرآنی اسلوب کے ماہرین حیرت زدہ رہ جاتے اور انہیں نگاہ رشک سے دیکھتے۔ یوں ان کے قرب میں ہر وقت انوار قرآنی کی دلنواز روشنی رہتی تھی۔ جو دلوں کو منور کرتی، چہروں کو شگفتہ کر دیتی۔ آج ہم ان حکایات وواقعات کو پڑھیں تو ایک قصہ پارینہ معلوم ہوتا ہے اور گمان ہوتا ہے کہ یہ ذوق اب کہاں؟ لیکن دوران مطالعہ ایک تحریر نے ہمیں یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ۔

ع۔ ابھی کچھ لوگ ہیں جہاں میں

مطلب یہ ہے کہ اگر تم آسمانوں اور زمینوں کی پہنائیوں میں جا سکتے ہو، تو چلے جاؤ لیکن تم طاقت اور سلطان کے بغیر نہیں جا سکو گے۔

قارئین! یہ چند مستند با حوالہ واقعات کتاب اللہ سے محبت رکھنے والوں کے لیے ترتیب دیئے گئے ہیں۔ تمام مستفیدین سے مرتب، ناشرین ان کے والدین واساتذہ و متعلقین کے لیے دونوں جہانوں میں کامیابی کی دعاؤں کی درخواست ہے۔

مرتب
حافظ محمد اسلم زاہد
مدرس: تفسیر بیت العلوم، کھاڑک، لاہور

۲۔ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ
حال وارد۔ راج گڑھ

ایک پاکستانی کا کلام اللہ سے کلام

قارئین! سب سے پہلے اپنے ہم وطن حافظ قرآن کا تذکرہ ضروری سمجھتے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے فہم سلیم سے نوازا ہے اوران کی گفتگو سے قرون اولیٰ کے عشاق قرآن کے انداز کلام کی خوشبو آتی ہے۔

پروفیسر حافظ عبدالرحمٰن عبد اپنے حجاز مقدس کے سفرنامے میں رقمطراز ہیں:

حافظ امیر علی صاحب میرے ساتھ موٹر سائیکل پر جایا کرتے تھے ایک روز میں تیار ہوا میں نے انہیں ''تیز ترک'' کرنے کے لئے کہا کہ آپ کو اور کتنی دیر لگے گی؟ وہ کہنے لگے ''سَنَفْرَغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ'' یہ سورۃ الرحمٰن کی آیت نمبر ۳۱ تھی یعنی کہ ہم جلد ہی فارغ ہونا چاہتے ہیں۔ جواب مسکت تھا لیکن میں نے مذاق سے کہا کہ آپ کو زیادہ دیر ہو تو کیا میں چلا جاؤں؟ انہوں نے مسکرا کر اسی سورہ کی آیت پڑھی۔

حافظ صاحب نے گویا جواب دیا تھا کہ آپ اکیلے جانے کا کہتے ہیں ناں! لیکن جانہ پائیں گے، لیکن ان کے اصل الفاظ یہ تھے۔ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ (سورۃ رحمٰن۔۳۳)

ہم چار پانچ دوست پاس کھڑے تھے حافظ صاحب کے حسنِ جواب سے مسرور ہوئے کسی نے بآواز بلند ہماری ترجمانی کی ''حافظ صاحب زندہ باد''

مجھ سے تو جواب نہ بن پڑا صاحبزادہ عابد حسن نے اس کی ردیف آیت (اگر ایسا کہنا بے ادبی نہ ہو) پڑھی۔ ''فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ O''

ایک روز حافظ صاحب اور میں حسب معمول ریاض شہر کی وسیع اور کشادہ، جدید اور شاندار سڑکوں سے گزر رہے تھے، فرلانگ فرلانگ لمبے فولادی پلوں (کبریوں) کو بار،

بار پار کر رہے تھے شمیسی محلہ میں پرانے دو منزلہ خاکی مکان گرائے جا رہے تھے، ان کی جگہ جدید، اونچے محل تعمیر ہو رہے تھے جا بجا سپر مارکیٹیں تھیں جو دنیا بھر کی نعمتوں سے لبریز تھیں یہ ''معذر'' کا خوبصورت گلستان تھا یہ سڑکوں کے درمیان اونچی اور مسلسل کیاری میں سدا بہار پودوں کی سبز پریاں کھڑی ہیں۔ قیمتی، بڑی بڑی اور ہزاروں کاروں کی آمد و رفت بلکہ ریل پیل، بلکہ گہما گہمی ہے یہ ''بنک الجزیرہ'' کے پاس پچیس پچیس منزلہ مدور اور توام فلک شگاف ہیں اس سے سعودی مملکت کی دولت، ثروت اور یہاں اپنی پر آسائش زندگی کا ذکر چل نکلا تو حافظ صاحب نے جو کچھ کہا اس کا مفہوم یہ تھا کہ تم جدھر نگاہ اٹھاؤ گے نعمتیں پاؤ گے، جدھر دیکھو گے انعامات ہوں گے اور ایک عظیم ملک کا سامان ہوگا۔

حافظ صاحب نے دراصل سورۃ الدھر کی آیت پڑھی۔ ''وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَّمُلْكًا كَبِيرًا O'' (سورۃ دھر۔۲۰)

میں نے موٹر سائیکل کو ایک طرف روک لیا، کیونکہ سکول کے بچوں کی چھٹی ہوئی تھی اور وہ غول در غول گزر رہے تھے۔ انہوں نے صاف اور خوشرنگ یونیفارم پہنی ہوئی تھی، جیسے ایک ہی قسم کے بے شمار اور دلافروز پھول ہوں۔ معصوم اور صحت مند بچوں کے فرشتوں جیسے چہروں پر ملکوتی تبسم تھا وہ دمکتے چہروں اور ننھے ننھے قدموں کے ساتھ چلتے ہوئے ایک دلنواز منظر پیش کر رہے تھے۔

حافظ صاحب نے انہیں دیکھ کر الفاظ الٰہی ادا فرمائے اور کہا ''إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُورًا O کہ تم انہیں دیکھو تو یہ جانو کہ موتی ہیں جو بکھیر دیئے گئے ہیں۔''

ایک دفعہ کسی صاحب نے گفتگو کے دوران میں کچھ ایسا کہا کہ ''میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایسا ہو جائے'' تو حافظ صاحب نے کہا ''وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ''۔ سورہ

الدھر کی اس آیت کا مطلب ہے کہ بھئی تمہارے چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔ وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔

ہارون الرشید صاحب نے بجا کہا تھا کہ قدرت نے ان کو ہردم قرآن بولنے والی زبان اور ہونٹ عطا کئے ہیں اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ نے انہیں

''لب قرآں سرا'' مرحمت کئے ہیں۔''

ایک روز حافظ امیر علی صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے اور ہم دوستوں میں ان کی یہی خوبی موضوعِ گفتگو بن گئی، تو میاں ثناء اللہ کہنے لگے'' حافظ صاحب اس روانی سے اور فطری انداز سے آیت قرآنی کا حوالہ دیتے ہیں کہ

''قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن'' والے مصرعہ کا مصداق لگتے ہیں۔

صاحبزادہ نے بتایا'' میں نے کوئی بات کی اس پر حافظ صاحب یہ کہنا چاہتے تھے کہ یہ بات آپ نے بجا فرمائی ہے تو قرآنی الفاظ ان کی نوکِ زبان تھے کہنے لگے۔ اَلْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ (سورۂ بقرہ۔۱۷) کسی سے کہنا تھا کہ تمہارے لئے یہی بات مناسب ہے تو سورہ القیامۃ کی آیت پڑھی اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی۔ ہم کسی بات پر زور دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں بالکل صحیح کہہ رہا ہوں ایسا ہی موقع تھا تو حافظ صاحب نے سورۂ صٓ کی آیت نمبر ۸۴ کے یہ الفاظ کہے ''فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ''

ہارون الرشید صاحب نے کہا'' مجھے یاد ہے جن دنوں ہم یہاں ''ریاض'' میں آئے تھے ایرانی عوام کی تحریک رضا شاہ پہلوی کے خلاف عروج پر تھی اور اڑھائی ہزار سالہ شہنشاہی کا عظیم وقدیم سومنات چکنا چور ہونے والا تھا حافظ صاحب نے سورۂ القلم کی آیت نمبر ۱۶ کا حوالہ دیا تھا۔ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ؕ عنقریب ہم اس کی سونڈ پر داغ لگائیں گے یعنی اس کی ناک کو ذلیل کریں گے چند ماہ بعد رضا شاہ جلاوطن ہوا۔

در بدریوں پناہ ڈھونڈتا پھر رہا تھا کہ دو گز زمین بھی نہیں مل رہی تھی روئے ارض پر۔ تو حافظ صاحب کا تبصرہ نہ صرف مختصر اور جامع تھا بلکہ قرآنی الفاظ میں تھا سورۃ الحاقہ آیت نمبر ۲۹ سے الفاظ ہیں هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ ۝ میرا سارا اقتدار ختم ہو گیا آگے سورۃ میں ہے خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ (حکم ہوگا پکڑ واسے اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو) ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ پھر اسے جہنم میں جھونک دو۔"

محمد بخش کوکب صاحب نے اپنی آپ بیتی سنائی۔ "مدینہ منورہ جاتے ہوئے ہماری بس ایک صحرا سے گزری۔ میں نے دور تک صحرائی وسعت کا ذکر کیا تو حافظ امیر علی کہنے لگے۔ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔ مدینہ منورہ میں جنت البقیع گئے تو وہاں دعاء پڑھنے کے بعد اس تاریخی احاطے کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ۔ (سورۃ حدید۔۹)

مسجد نبویؐ میں رات کے وقت روشنیوں کا ایک سیلاب تھا جس کی ٹھنڈی، دلنواز اور ملکجی روشنیوں میں لوگ آ جا رہے تھے تو حافظ صاحب نے اس منظر کے بارے میں کہا وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ۔ "یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے روشنی اور نور بنا رکھا ہوگا جس میں تم چلو پھرو گے۔"

حافظ فتح شاہ صاحب راز دروں سے واقف تھے۔ کوکب صاحب! اس میں مزید مزے کی بات یہ ہے کہ یہ تینوں آیات ایک ہی سورہ الحدید کی ہیں۔

محمد شفیع ناطق نے اپنا واقعہ سنایا

"جب مجھے یہاں ریاض میں آتے ہی آٹھ سو ریال کی ٹیوشن مل گئی جو پاکستانی اڑھائی ہزار روپوں کے برابر تھی تو یہ خوشگوار حیرت والی بات تھی۔ اس کا سن کر حافظ امیر علی صاحب نے جو بات کہی وہ مجھے آج بھی یاد ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو ایسی جگہ سے

رزق دیتا ہے جس کا اسے سان گمان تک نہیں ہوتا لیکن حافظ صاحب نے قولِ خداوندی دہرایا اور کہا "وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ"۔ (سورۂ طلاق۔۳)

میں نے بتایا "جب ہم تین دوستوں نے یہاں ریاض سے مصر کی دو ہفتہ کی تعلیمی سیاحت کا پروگرام بنایا اور مدیر معہد نے روڑے اٹکائے تو حافظ صاحب نے ہمیں دلاسہ دیا کہ فکر نہ کرو، اللہ تعالیٰ مشکل سے نکلنے کا کوئی نہ کوئی راستہ بنا دیتا ہے انہوں نے یہ مفہوم بھی قرآنی الفاظ میں ادا کیا اور کہا "وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ" (سورۂ طلاق۔۲)

محمد حسن سندھی صاحب نے مزے کی بات سنائی

"ایک روز حسبِ معمول تذکرہ (ٹکٹ) دے کر طعام کی سینی (ٹرے) لی اس میں ایک سیب اور ایک کیلا بھی تھا۔ کھانے کی میز پر حافظ امیر علی صاحب ذرا پہلے آ کر بیٹھے تھے میں ساتھ کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ زکام کی وجہ سے مجھے کیلا نہیں کھانا تھا اس لئے اٹھا کر حافظ صاحب کی سینی میں ان کے کیلے کے ساتھ رکھ دیا اس پر حافظ صاحب نے اپنا سیب اٹھا کر میری سینی میں رکھ دیا اور ارشاد کیا هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۚ" (سورۂ الرحمٰن۔۶۰) میرے دل میں حافظ صاحب کی علمیت کے لئے تحسین کے جذبات موجزن ہو گئے کہ گویا یہ الفاظ ان کی نوکِ زبان تھے۔ پھر انہوں نے میرے دو سیبوں کی طرف اور اپنے دو کیلوں کی طرف اشارہ کر کے جو آیت پڑھی تو وہ سونے پر سہاگا ثابت ہوئی جس نے میرے لئے اس مجلس کو ناقابل فراموش واقعہ بنا دیا اور جو میں نے بہت سے دوستوں کو سنایا حافظ صاحب نے آیت رحمانی پڑھی۔ "فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ۚ" کہ جنت میں ہر پھل کے دو جوڑے ہوں گے۔

بد الرشید قریشی نے اپنا واقعہ سنایا:

''مجھے یاد ہے ایک روز ہم چھ سات دوست ایک مسئلہ پر بڑی گرما گرم بحث میں لگے ہوئے تھے کہ حجاز میں دارارقمؓ اور بیت ابوایوب انصاریؓ کی طرح کے قرنِ اول کے تاریخی مقامات کو اہتمام سے محفوظ رکھنا چاہیے جو ہمارے اسلاف کی بے بہا ملی امانت تھے۔ کچھ حضرات شرک کی ہر صورت کو فاروقی شدت سے مٹا دینے کے حامی تھے، حافظ صاحب ذرا دور بیٹھے ہوئے مصروفِ مطالعہ تھے بحث و تکرار میں ہماری آوازیں جب اونچی اور تیز ہو گئیں تو حافظ صاحب نے ہم سب کو متوجہ کیا اور کہنے لگے ''لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ (بھئی میرے پاس جھگڑا نہ کرو: سورہ ق)''۔

میں نے کہا'' حافظ صاحب! آپ ہی فیصلہ فرمایئے تو پوچھنے لگے ''فَمَا خَطْبُكُمْ (سورہ ذاریات۔۳۱) یعنی تمہیں کیا معاملہ درپیش ہے؟'' میں نے اپنا نقطۂ نظر پیش کیا۔ دوسرے صاحب نے اپنے دلائل دیئے تو حافظ صاحب نے ان سے پوچھا ''هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کہ آپ کو کچھ اور کہنا ہے (سورہ ق)؟۔ جواب نفی میں تھا تو حافظ صاحب نے کہا اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ کہ تم لوگوں کی رائے اور قول میں اختلاف ہے (سورہ ذاریات) قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ تیر تکے مارنے والے مارے گئے۔ پھر حافظ صاحب نے اس مسئلے کے تاریخی، تمدنی اور تعلیمی پہلوؤں پر فکر انگیز خیالات پیش کیے کہ جن پر ہماری نظر نہیں گئی تھی جب دینی پہلو کو لیا تو آیات و احادیث سے بھرپور استدلال کیا کہ ہم سب مطمئن اور یکسو ہو گئے اور ان کی مدلل گفتگو نے ہمیں مرید بنا لیا۔

جانتے ہیں انہوں نے اس خوشگوار اور یادگار محفل کا اختتام کس طرح کیا؟ سورہ ق کی آیات مسلسل پڑھیں کہ گویا وہ اس وقت ماحول اور محفل کے موڈ پر سو فیصد منطبق ہوتی تھیں لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا (تم اس بات سے انجانے میں تھے)

فَکَشَفۡنَا عَنۡكَ غِطَآءَكَ (ہم نے وہ پردہ ہٹادیا جو تیرے آگے پڑا ہوا تھا) فَبَصَرُكَ الۡيَوۡمَ حَدِيۡدٌ (سورۃ ق۔۲۲) چنانچہ آج تیری نگاہ فولاد شمشیر کی طرح خوب تیز ہے۔
ہم حافظ صاحب کے آیاتِ قرآنی کے اس استشہاد پر دیر تک سر دھنتے رہے۔"

ضمیر پہ ہوتا ہے نزول کتاب:

فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے میرے عزیز دوست چودھری صفدر علی صاحب نے بتایا "ہمارے ہم جماعت حافظ عبدالشہید کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا وہ سناتا ہوں ایک روز وہ معہد کی کینٹین میں گئے اپنے لئے کھانا منگوایا اتنے میں ایک اور طالب علم آ کر میز کی دوسری جانب سامنے بیٹھ گیا انہوں نے مروت میں پوچھ لیا کہ آپ کے لئے بھی کھانا منگواؤں؟ اس نے شکریہ کہہ کر جیب سے سگریٹ کی ڈبیا نکالی اور ان کی طرف بڑھائی کہ اگر آپ شریک ہونا پسند فرمائیں۔ شہید صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا "اَدۡعُوۡكُمۡ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدۡعُوۡنَنِيۡۤ اِلَى النَّارِ" (سورۃ المومن۔۴۱) کہ بھلے آدمی میں تمہیں کھانے، بھلائی اور نجات کی دعوت دیتا ہوں اور تمہارا یہ حال ہے کہ مجھے آگ (سگریٹ) کی طرف بلاتے ہو۔"

موصوف چودھری صفدر علی 'بھلے انسان' کے مفہوم میں اور میرے نام کی رعایت سے مجھے "نِعۡمَ الۡعَبۡدُ" (سورۃ ص۔۳۰) کہہ کر پکارا کرتے تھے وہ پیکر اخلاص، بندہ نوازی کرتے تھے منکسر مزاج چودھری صاحب خودنمائی نہیں کرنا چاہتے تھے تاہم بات میں سے بات نکلی تو وہ خوشگوار موڈ میں کہنے لگے "ان حفاظ کرام کی صحبت کا فیض ہے کہ میں عبد صاحب کو نعم العبد کہا کرتا ہوں جو دراصل سورۃ ص کی خوشہ چینی ہے جہاں آیا ہے نِعۡمَ الۡعَبۡدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ۔ کہ دیکھو (حضرت ایوبؑ اور دوسری جگہ حضرت سلیمانؑ) یہ کتنا اچھا بندہ ہے اپنے پروردگار کی طرف رجوع کیے رہتا ہے"

میں اپنے اس ذکر کو حذف کر دینا چاہتا تھا کہ خودستائی سے پناہ مانگتا ہوں لیکن ان کا

حسن تخاطب، ان کے حسنِ خلق کی بنا پر تھا اس لئے یہ بات قلم کی زبان پر آ گئی۔

فاروق احمد لغاری صاحب نے اپنی بات بتائی ''ایک روز میں کلاس میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر محمد حسن باقلا صاحب نے ٹسٹ کے نمبر بتا دیئے ہیں حافظ فتح شاہ صاحب کے برابر میں کرسی خالی تھیں میں وہاں بیٹھ گیا اور ان سے دریافت کیا کہ اگر انہیں میرے نمبروں کا علم ہے انہوں نے خوشخبری دی اور کہا "سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ۔ کہ آپ پر سلامتی ہو آپ بہت اچھے رہے (الزمر)''

ایک روز تو دلچسپ معرکہ ہوا جو آج بھی یاد آتا ہے تو دل مسرت و شادمانی سے لبریز ہو جاتا ہے جب وہ ہوسٹلوں کے نمائندوں میں گویا مقابلہ ہو گیا اور انہوں نے آیات قرآنی کے حسن حوالہ کے جوہر دکھائے اور ہمیں شاد کیا۔

ہوا یوں کہ دوسرے وحدہ (ہوسٹل) سے ہمارے دوست چودھری صفدر علی اور ان کے ساتھ کچھ حضرات ملنے کے لئے تشریف لائے ہم اس وقت کھانے کی میز پر تھے اور ساتھ ساتھ حدیث مائدہ (ٹیبل ٹاک) میں مصروف تھے ہم نے معزز مہمانوں کو آواز دی اور وہیں پاس بٹھالیا۔ ہارون الرشید صاحب نے انہیں شریکِ طعام ہونے کی دعوت دی۔

چودھری صفدر علی اس رسمی دعوت طعام کے جواب میں معمول کا جواب دے سکتے تھے ''آپ کھانا جاری رکھئے ہم کھا کر آ رہے ہیں۔ شکریہ'' لیکن وہ عربی ادب کے ذہین استاد ہیں انہوں نے موقع محل کے مطابق شکریہ اور اس ساری بات کو ایک آیت شریفہ کے حوالے سے ادا کیا کہ نیک لوگ اللہ کی محبت میں مسکینوں وغیرہ کو کھانا کھلاتے ہیں اور کہا "وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا" (سورۂ دھر۔۸)

انہوں نے برجستہ آیت پڑھ کر سب کی داد و تحسین وصول کی کہ ہماری طرف سے حافظ فتح شاہ صاحب نے اس مفہوم کا جواب دیا کہ ہم آپ سے شکریہ یا کوئی بدلہ نہیں

چاہتے ہیں صرف اللہ کی رضا کے لئے آپ کو کھانے کی دعوت دے رہے ہیں، لیکن اس مفہوم کی آیت پڑھی اور کہا "اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا" (سورۂ دھر۔۹)

سبحان اللہ! ہم سب کی آنکھوں میں خوشی کی چمک آ گئی کہ انڈونیشیا اور بھارت وغیرہ سے تعلق رکھنے والے ہمارے ساتھی طلبہ بھی اس دلچسپ گفتگو کی طرف متوجہ ہو گئے جو بظاہر نوک جھونک لیکن درحقیقت اعلیٰ علمی محاورہ (باہمی گفتگو) تھی۔ قہقہے ختم ہو رہے تھے کہ حافظ احسان صاحب نے، جو چودھری صفدر علی کے ساتھ آئے تھے بات آگے بڑھائی اور قرآنی آیت سے ہی حافظ فتح شاہ کو جواب دیا کہ جس طرح مدعو حضرات عام طور پر جواب میں کہہ دیتے ہیں کہ شکریہ آپ کھانا جاری رکھے۔

انہوں نے یہ آیت پڑھی "اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا (بس ہمیں اپنے پروردگار سے اس روز کا خوف ہے جو مصیبت کا طویل دن ہوگا۔"

(سورۂ دھر۔۱۰)

مفہوم ان کا ادا ہو گیا طعام کے ہال میں اس جانب سے دوسری جانب تک ہنسی خوشی کا ریلا آ گیا بات بن گئی۔ سب لوگ اس مزیدار صورتِ حال سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ علمی مقابلے میں اب گرما گرمی آ گئی اور سبھی متوجہ تھے کہ دیکھیں دونوں ہوسٹلوں کے نمائندوں کے اس شگفتہ مقابلے میں کون جیتتا ہے۔ اس موقع پر فائنل پھر حافظ امیر علی صاحب کے ہاتھ رہا، انہوں نے جو آیہ شریفہ پڑھی اس کا مفہوم یہ تھا کہ فکر نہ کرو! اللہ تعالیٰ اس روز کے شر سے بچالے گا اور تازگی و سرور بخشے گا۔ ان کا جواب گویا سونے پر سہاگا ثابت ہوا، جب انہوں نے پڑھا "فَوَقٰھُمُ اللّٰہُ شَرَّ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَلَقّٰھُمْ نَضْرَۃً وَّسُرُوْرًا (سورۂ دھر۔۱۱)

اس پر تو جیسے خوشی کا سیلاب آ گیا۔ شاید یہ مناسب نہیں تھا بہر حال کچھ حضرات نے خوشی کے اظہار کے لئے زور زور سے میز بجائے۔ کتنی دیر تک سب لوگ اس لطف و سرور کے کیف میں رہے اور کئی دنوں تک اس واقعے کا چرچا رہا۔

ایک روز حافظ صاحب سے اس یادگار حسن حوالہ کا تذکرہ چھڑ گیا تو انہوں نے دلچسپ بات بتائی ''لطف کی بات یہ ہے یہ چاروں آیات سورۃ الدھر کی ہیں اور آیت 8 تا 11 مسلسل ہیں اس لئے سچ پوچھیں تو اس میں ہمارا کوئی کارنامہ نہیں ہے۔''

میں سمجھتا ہوں کہ یہ حافظ صاحب کا طبعی انکسار تھا۔

حافظ صاحب کی اس ایمان افروز خوبی پر کہ عام گفتگو میں قرآنی آیات کا حوالہ دینا ان کا معمول ہے، ایک دفعہ جمیل انجم صاحب نے حکیم الامت علامہ اقبال کے الفاظ میں تبصرہ کیا تھا میں انہی الفاظ کو دہراتا ہوں۔

''حافظ صاحب! ایسا لگتا ہے کہ

آپ کے ضمیر پہ ہوتا ہے یوں نزولِ کتاب

کہ آپ محتاجِ رازی ہیں نہ صاحبِ کشاف'' (حرمِ نبویؐ)

ایک عورت جو ہمیشہ قرآنی آیات سے گفتگو کرتی تھی

قارئین! جس زمانے کی عورت کے علم، تقویٰ اور شغف قرآن کا یہ عالم ہو اس وقت کے مردوں نے کیا کیا کارھائے نمایاں انجام دیئے ہوں گے واقعہ خود پڑھئے! گھر کی خواتین کو سنایئے! ایمان تازہ ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا، ایک سفر کے دوران راستے میں مجھے ایک بڑھیا بیٹھی ہوئی ملی جس نے اون کا قمیض پہنا ہوا تھا، اور اون ہی کی اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھی، میں نے اسے سلام کیا، تو اس نے جواب میں کہا:

"سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ" (سورۂ یٰسین۔۵۸)

میں نے پوچھا: "اللہ تم پر رحم کرے، یہاں کیا کر رہی ہو؟" کہنے لگی۔:

"وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ (جسے اللہ گمراہ کردے اس کا کوئی رہنما نہیں ہوتا) (الاعراف۔۱۸۶)

میں سمجھ گیا کہ وہ راستہ بھول گئی ہے، اس لئے میں نے پوچھا: "کہاں جانا چاہتی ہو؟" کہنے لگی "سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى" (پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی) (سورۂ بنی اسرائیل۔۱)

میں سمجھ گیا کہ وہ حج ادا کر چکی ہے، اور بیت المقدس کی طرف جانا چاہتی ہے، (بوڑھی بھی ہے مسافرہ ہے اس کی مدد کی جائے) میں نے پوچھا:

"کب سے یہاں بیٹھی ہو؟"

کہنے لگی: "ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا" (پوری تین راتیں) (سورۂ مریم۔۱۰)

میں نے کہا: "تمہارے پاس کچھ کھانا وغیرہ نظر نہیں آرہا، کھاتی کیا ہو؟"

جواب دیا: "هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَ يَسْقِيْنِ" (وہ اللہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے) (الشعراء۔۷۹)

میں نے پوچھا: وضو کس چیز سے کرتی ہو؟ (یہاں پانی تو موجود نہیں ہے)

کہنے لگی: "فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا۔" (سورۂ مائدہ۔٦)
(پاک مٹی سے تیمّم کرلو)
میں نے کہا: "میرے پاس کچھ کھانا ہے، کھاؤ گی؟
جواب میں اس نے کہا: اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ (رات تک روزوں کو پورا کرو) (سورۂ بقرہ۔١٨٧)
میں نے کہا: "یہ رمضان کا تو زمانہ نہیں ہے۔"
بولی: وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ (اور جو بھلائی کے ساتھ نفلی عبادت کرے تو اللہ (اعمال کی) قدر کرنے والا اور جاننے والا ہے۔) (سورۂ بقرہ۔١٥٨)
میں نے کہا: "سفر کی حالت میں تو فرض روزہ نہ رکھنا بھی ہے"
کہنے لگی: وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (اگر تمہیں (ثواب کا) علم ہو تو روزہ رکھنا زیادہ بہتر ہے) (سورۂ بقرہ۔١٨٤)
میں نے کہا: "تم میری طرح کیوں بات نہیں کرتیں؟"
جواب ملا: مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ (انسان جو بات بھی بولتا ہے، اس کے لئے ایک نگہبان فرشتہ مقرر ہے) (سورۂ ق۔١٨)
میں نے پوچھا: تم ہو کون سے قبیلہ سے؟"
کہنے لگی: لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (جس بات کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے مت پڑو) (سورۂ بنی اسرائیل۔٣٦)
میں نے کہا: "معاف کرنا! مجھ سے غلطی ہوئی"
بولی: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ "آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے) (سورۂ یوسف۔٩٢)

میں نے کہا: اگر چاہو تو میری اونٹنی پر سوار ہو جاؤ اور اپنے قافلہ سے جا ملو!''
کہنے لگی: وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ (تم جو بھلائی بھی کرو، اللہ اسے جانتا ہے) (سورۂ بقرہ۔۱۹۷)

میں نے یہ سن کر اپنی اونٹنی کو بٹھالیا، مگر سوار ہونے سے پہلے وہ بولی:
قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (مومنوں سے کہہ کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں) (سورۂ نور۔۳۰)

میں نے اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اس سے کہا ''سوار ہو جاؤ'' لیکن جب وہ سوار ہونے لگی تو اچانک اونٹنی بگڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی اور اس جدوجہد میں اس کے کپڑوں کا کوئی حصہ پھٹا، اس پر وہ بولی:
مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ (تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کے سبب ہوتی ہے) (سورۂ شوریٰ۔۳۰)

میں نے کہا: ذرا ٹھہرو میں اونٹنی کو باندھ دوں پھر سوار ہونا۔''

وہ بولی: ''فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ'' (سورۂ الانبیاء۔۷۹) (ہم نے اس مسئلہ کا حل سلیمان علیہ السلام کو سمجھا دیا)

میں نے اونٹنی کو باندھا، اور اس سے کہا: ''اب سوار ہو جاؤ'' وہ سوار ہو گئی اور یہ آیت پڑھی: سُبْحٰنَ الَّذِىْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ (پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لئے رام کر دیا اور ہم اس کو کرنے والے نہیں تھے، اور بلاشبہ ہم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں)

(سورۂ زخرف، آیت ۱۳)

میں نے اونٹنی کی مہار پکڑی اور چل پڑا، میں بہت تیز تیز دوڑا جا رہا تھا، اور ساتھ

ہی زور زور سے چیخ کر اونٹنی کو ہنکا بھی رہا تھا، یہ دیکھ کر وہ بولی:

وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ (اپنے چلنے میں اعتدال سے کام لو اور اپنی آواز پست رکھو) (سورۂ لقمان۔۱۹)

اب میں آہستہ آہستہ چلنے لگا، اور کچھ اشعار ترنم سے پڑھنے شروع کئے، اس پر اس نے کہا: فَاقْرَءُ وْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ" (قرآن میں سے جتنا حصہ پڑھ سکو، وہ پڑھو) (سورۂ مزمل۔۲۰)

میں نے کہا: تمہیں اللہ کی طرف سے بڑی نیکیوں سے نوازا گیا ہے"

بولی: وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّا اُولُوالْاَلْبَابِ (صرف عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں) (سورۂ آل عمران۔۷) کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد میں نے اس سے پوچھا:

"تمہارا کوئی شوہر ہے؟" بولی: لَا تَسْأَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَلَکُمْ تَسُؤْکُمْ" (ایسی چیزوں کے بارے میں مت پوچھو جو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں) (سورۂ مائدہ۔۱۰۱)

اب میں خاموش ہو گیا اور جب تک قافلہ نہیں مل گیا میں نے اس سے کوئی بات نہیں کی، قافلہ سامنے آ گیا تو میں نے اس سے کہا: یہ قافلہ سامنے آ گیا ہے، اس میں تمہارا کون ہے؟"

کہنے لگی: اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (مال اور بیٹے دنیوی زندگی کی زینت ہیں) (سورۂ کہف۔۴۶)

میں سمجھ گیا کہ قافلے میں اس کے بیٹے موجود ہیں۔ میں نے پوچھا: "قافلے میں ان کے سپرد کام کیا ہے؟"

بولی: وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ (اور علامتیں ہیں، ستارے ہی سے وہ راستہ معلوم کرتے ہیں) (سورۂ نحل۔۱۶)

میں سمجھ گیا کہ اس کے بیٹے قافلے کے رہبر ہیں، چنانچہ میں اسے لے کر خیمے کے پاس پہنچ گیا اور پوچھا: یہ خیمے آ گئے ہیں اب بتاؤ یہاں موجود لوگوں میں سے تمہارا (بیٹا) کون ہے؟''

کہنے لگی: وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا (سورۂ نساء۔۱۲۵) وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا (سورۂ نساء۔۱۶۴) يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ۔ (سورۂ مریم۔۱۲)

یہ سن کر میں نے آواز دی: ''یا ابراھیم، یا موسٰی، یا یحیٰی''

تھوڑی سی دیر میں چند نوجوان جو چاند کی طرح خوبصورت تھے، میرے سامنے آ کھڑے ہوئے۔

جب ہم سب اطمینان سے بیٹھ گئے تو اس عورت نے اپنے بیٹوں سے کہا:

فَابْعَثُوْا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَا اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ۔ (سورۂ کہف۔۱۹)

(اب اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو! پھر وہ تحقیق کرے کہ کون سا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے، سو اس میں سے تمہارے واسطے کچھ کھانا لے آئے)

یہ سن کر ان میں سے ایک لڑکا گیا اور کچھ کھانا خرید لایا، وہ کھانا میرے سامنے رکھا گیا تو عورت نے کہا: كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ (خوشگواری کے ساتھ کھاؤ پیو، بہ سبب ان اعمال کے جو تم نے پچھلے دنوں میں کیے ہیں۔'' (الحاقہ۔۲۴)

اب مجھ سے نہ رہا گیا: میں نے لڑکوں سے کہا۔

''تمہارا کھانا مجھ پر حرام ہے، جب تک تم مجھے اس عورت کی حقیقت نہ بتلاؤ۔''

لڑکوں نے بتایا کہ ''ہماری ماں کی چالیس سال سے یہی کیفیت ہے، چالیس سال سے اس نے قرآنی آیات کے سوا کوئی جملہ نہیں بولا۔ اور یہ پابندی اس نے اپنے اوپر اس لئے لگائی ہے

کہ کہیں زبان سے کوئی ناجائز یا نامناسب بات نہ نکل جائے جو اللہ کی ناراضگی کا سبب بنے۔"
میں نے کہا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (سورۂ جمعہ۔۴)

(الابشیھی المتظرف فی کل فن مستظرف ص۵۶و۵۷ج۱۔ عبدالحمید احمد حنفی مصر ۱۳۶۸ھ ردتراشے)

طلاق کی عجیب قسم

یہ واقعہ خلیفہ ہارون الرشید کے متعلق مشہور ہو چکا ہے۔

لیکن صاحب حیٰوۃ الحیوان کی تحقیقی رائے کے مطابق قاضی ابوبکر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں منصور بغداد کا خلیفہ تھا، موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی نام کے ایک شخص نے اپنی بیوی کو فرط محبت میں یہ کہہ دیا کہ: "اگر تم چاند سے زیادہ حسین نہ ہو تو تمہیں تین طلاق۔"

بیوی سخت پریشان ہوئی اور سمجھی کہ طلاق واقع ہوگئی ہے، اس لئے شوہر کے سامنے آنا بھی بند کر دیا۔ شوہر نے یہ الفاظ فرط محبت سے کہہ دیئے تھے، مگر جب (جنون محبت کے جوش سے) ہوش آیا تو اسے بھی فکر ہوئی، اور اس کی ساری رات بڑے اضطراب میں گزری، بڑی مشکل سے صبح ہوئی تو وہ خلیفہ منصور کے پاس پہنچا، اور واقعہ بتلایا۔

منصور نے فوراً شہر کے بڑے بڑے علماء وفقہاء کو جمع کر کے مسئلہ ان کے سامنے رکھا۔ اکثر فقہاء کی رائے یہ ہو رہی تھی کہ طلاق واقع ہوگئی ہے، اس لئے کہ اس کی بیوی فی الواقعہ چاند سے زیادہ اچھی نہیں ہے۔

لیکن ایک فقیہ تھے جنہوں نے یہ رائے پیش کی کہ طلاق واقع نہیں ہوئی، ان سے وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ وجہ یہ ہے کہ قرآن کا ارشاد ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ (بلاشبہ ہم نے انسان کو بہترین قوام کے ساتھ پیدا کیا ہے) (سورۂ والتین)

منصور نے اس جواب کو بے حد پسند کیا، اور موسیٰ بن عیسیٰ کو یہی کہلا کر بھیج دیا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی۔ (حیاۃ الحیوان الدمیری ص ۳۲ جلد اول لفظ انسان)

یَا مُوْسٰی

یہ واقعہ بھی قرآنی عربی گفتگو پر مشتمل نہیں ہے لیکن قرآنی علوم پر مہارت اور سمجھداری کا یہ واقعہ بڑا بصیرت افروز ہے۔

مامون رشید ایک مرتبہ اپنے ایک مصاحب عبداللہ بن طاہر سے ناراض ہو گیا، اور ایک خفیہ مجلس میں کچھ لوگوں سے اسے قتل کرانے کا منصوبہ بنایا۔ اتفاق سے اس مجلس میں عبداللہ بن طاہر کا ایک خیر خواہ دوست موجود تھا۔ اس نے فوراً عبداللہ کے نام ایک رقعہ لکھا جس پر صرف یہ عبارت تحریر تھی:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، یَا مُوْسٰی

یہ رقعہ جب عبداللہ بن طاہر کے پاس پہنچا تو وہ سخت حیران ہوا، دیر تک اس خط کو الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا، مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ کنیز برابر میں کھڑی تھی، جب کافی دیر گزر گئی تو وہ بولی:

''اس کا مطلب میری سمجھ میں آ گیا''

عبداللہ نے پوچھا ''وہ کیا؟''

کنیز نے کہا: ''لکھنے والے نے قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ:

یٰمُوْسٰی اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِکَ لِیَقْتُلُوْکَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَکَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ۔ (سورۂ قصص۔ ۲۰)

اے موسیٰ! سردار تمہیں قتل کرنے کا مشورہ کر رہے ہیں، اس لئے یہاں سے نکل جاؤ میں تمہارے خیر خواہوں میں سے ہوں۔

(دراصل ان آیات میں ایک واقعے کا تذکرہ ہے۔ جب فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے مشورے ہو رہے تھے۔ ایک شخص آیا اور اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس منصوبے کی اطلاع دے کر خبردار کر دیا۔ یہ واقعہ بیسویں پارے میں موجود ہے۔)

عبداللہ اس وقت مامون کے دربار میں جانے کا ارادہ کر رہا تھا، مگر اب اس نے ارادہ منسوخ کر دیا، اور اس طرح اس کی جان بچ گئی۔ (حیوٰۃ الحیوان ص ۱۲۶ جلد اول)

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مولانا نعیم الدین صاحب رقمطراز ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۶۱ بسطام کی طرف نسبت ہے بسطام ایران کا ایک شہر ہے)

اپنے زمانے کے کبار اولیاء کرام میں سے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن خوبیوں سے نوازا تھا وہ کم ہی کسی کو نصیب ہوتی ہیں۔ آپ کی جلالت قدر کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۹۷ھ) جیسے بزرگ بھی آپ کی تعریف میں رَطْبُ اللِّسَانْ ہیں، چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

بایزید درمیان ما چوں جبرائیل است درمیان ملائکہ، وہم اوگفت نہایت میدان جملہ رُوندگان کہ بتوحید رَوَاَنْدْ بدایتِ میدانِ ایں خراسانی است، جملہ مرداں کی بدایت قدم اورسند ہمہ در گردند و فروشوند و نمانند	حضرت بایزید (بسطامی) کی ذات بابرکات ہم میں ایسی ہے جیسے جبرئیل علیہ السلام کی شخصیت فرشتوں میں، آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تمام سالکانِ راہ توحید کی انتہاء آپ کی ابتدا ہے کیونکہ ابتدائی مقام ہی میں لوگ حیران و سرگرداں ہو کر رہ جاتے ہیں۔

(تذکرۃ الاولیاء فارسی ج ۱ ص ۱۲۹)

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۲۷ ھ) نے ''تذکرۃ الاولیا'' میں انتہائی تفصیل کے ساتھ آپ کا تذکرہ کیا ہے۔

مَنْ جَدَّ وَجَدَ

مولانا نعیم الدین صاحب نے اس واقعہ کی تلاش میں مراجعت کتب کا جو سفر کیا ہے داستان پڑھنے کے لائق ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پادری کے ساتھ طویل مکالمہ مشہور ہے عرصہ سے یہ مکالمہ لوگوں کی زبانی سننے میں آتا تھا، لیکن کسی کتاب میں نظر سے نہیں گزرا تھا، اتفاق سے ماہنامہ ''ندائے شاہی'' مرادآباد کا جولائی ۱۹۹۷ء کا شمارہ نظر سے گزرا۔ اس میں یہ مکالمہ تفصیل سے دیا گیا تھا، رسالہ میں اس مکالمہ کو ''نزہۃ المجالس'' کے حوالے سے نقل کیا گیا تھا۔ راقم الحروف نے ''نزہۃ المجالس'' از اوّل تا آخر پڑھی مگر اس میں یہ مکالمہ نہیں ملا۔

۱۹۹۸ء میں راقم الحروف کا دیوبند جانا ہوا تو وہاں ایک کتاب بنام ''ایک پادری اور بایزید بسطامی'' ملی، یہ کتاب مولانا ظاہر حسن ہرسولوی صاحب نے تحریر فرمائی ہے اس میں آپ نے یہ مکالمہ ''الروض الفائق'' کے حوالے سے درج فرمایا ہے اور اس میں اس مکالمہ کی شرح تحریر کی ہے۔

احقر ہندوستان کے سفر سے واپس آیا تو اپنے مادر علمی ''جامعہ مدنیہ'' کی لائبریری سے ''الروض الفائق'' نکالی اور اسے پڑھنا شروع کیا۔ تقریباً کتاب کے آخر میں یہ مکالمہ مل گیا۔ یہ مکالمہ نہایت دلچسپ اور حیرت انگیز سوال و جواب پر مشتمل ہے۔ راقم اصل کتاب سے ناظرین کی ضیافت طبع کے لیے وہ مکالمہ ''انوار مدینہ'' کے صفحات میں پیش کر رہا ہے۔ قبل اس کے کہ وہ مکالمہ پیش کیا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کتاب

اور صاحب کتاب کا مختصر سا تعارف کروا دیا جائے۔

الرَّوضُ الفائِقُ اور اس کے مصنف رحمۃ اللہ علیہ

کتاب کے مصنف کا نام نامی شعیب ہے اور حُریفِیش کے لقب سے مشہور ہیں۔ سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔ ابو مدین شعیب بن عبداللہ بن سعد بن عبد الکافی۔

آپ مصر کے شہر قاہرہ کے محلّہ حارۃ الروم میں رہتے تھے، اپنے زمانہ کے صاحب کشف بزرگ تھے۔

لوگوں کا آپ کے متعلق خیال تھا کہ آپ مجاذیب میں سے ہیں، مصر سے آپ مکہ مکرمہ چلے گئے اور تیس برس سے زیادہ حرم کعبہ کی مجاورت میں گزار کر ۸۱۱ھ میں وہیں انتقال فرمایا۔

آپ عالم بھی تھے اور صوفی وزاہد بھی تھے، وعظ کہا کرتے تھے۔ وعظ سے متعلق آپ نے یہ کتاب لکھی ہے جس کا پورا نام ''الروض الفائق فی المواعظ والرقائق'' ہے۔

(تفصیلات کے لیے دیکھیے الاعلام للزرکلی الضوءاللامع للسخاوی، شذرات الذہب لابن العماد الحنبلی)

یہ کتاب ۲۲x۲۹ سائز کے ۲۵۴ صفحات پر مشتمل ہے، مصنف علیہ الرحمۃ نے اس میں ۵۶ عنوانات قائم کیے ہیں اور ہر عنوان کو مجلس کے نام سے مُعَنْوَن کیا ہے۔

پہلی مجلس درود شریف اور بسم اللہ کے فضائل کے بیان میں ہے اور آخری مجلس رحمت خداوندی کی وسعت کے بیان میں ہے۔

باقی مجلسوں کے تحت آپ نے آیاتِ کریمہ، احادیث مبارکہ، عبرت آموز واقعات، سلف صالحین کی حکایات اور ان کے مناقب ومحامد ذکر کیے ہیں، وعظ کے لحاظ سے یہ کتاب انتہائی نفیس ہے اور اس کی تمام باتیں اثر انگیز ہیں۔

اس کتاب میں مصنف علیہ الرحمہ نے ''حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کا ایک

پادری سے مکالمہ'' ذکر کیا ہے، مکالمہ میں درج سوالات و جوابات عجیب وغریب اور انتہائی حیرت انگیز ہیں۔

لیکن مصنف علیہ الرحمہ نے یہ مکالمہ کہاں سے لیا ہے اس کا انہوں نے نہ تو کوئی حوالہ دیا اور نہ ہی کوئی سند ذکر کی ہے؟ اس لحاظ سے مکالمہ کا پایہ ثبوت کمزور ہو کر رہ جاتا ہے۔ تاہم مصنف علیہ الرحمہ خود بڑی شخصیت ہیں اور مکالمہ میں کوئی ایسی چیز نہیں جو شریعت سے متصادم ہو اس لیے اس کے آگے نقل کر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

لیجئے وہ مکالمہ ملاحظہ فرمایئے۔

ایک پادری سے مکالمہ

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ایک دن میں مراقبہ میں اپنی خلوت وراحت سے لذت حاصل کر رہا تھا نیز اپنی فکر میں مستغرق اور اپنے ذکر سے انسیت حاصل کر رہا تھا۔ اچانک میرے گوشۂ دل میں آواز آئی کہ: ابو یزید دیر سمعان جاؤ! اور وہاں کے راہبوں کے ساتھ ان کی عید وقربانی میں شریک ہو! ہمیں وہاں ایک عظیم معاملہ درپیش ہے۔ حضرت بایزیدؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے اس آواز کو وسوسہ خیال کر کے اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہی۔ اور میں نے (جی میں) کہا کہ میں اس وسوسہ کو خاطر میں نہیں لاتا۔

جب رات ہوئی تو ہاتف غیبی نیند میں آیا اور وہی بات دہرائی (کہ بایزید دیر سمعان جاؤ) میں بیدار ہوا تو بے قرار ہو کر لرزنے، کانپنے لگا، مجھ پر اس کلام کا اتنا اثر تھا کہ مفلوج آدمی سنے تو کھڑا ہو جائے۔

مجھے دورانِ مراقبہ کہا گیا کہ: (بایزید) تم ہمارے نزدیک اولیاء اخیار میں سے ہو اور

ابرار (نیک لوگوں) کے رجسٹر میں تمہارا نام درج ہے، تم کچھ محسوس نہ کرو اور راہبوں کا بھیس بدل لو اور ہماری خاطر زنار باندھ لو، اس سلسلہ میں تم پر کسی قسم کا کوئی گناہ اور نکیر نہ ہوگی۔

حضرت بایزیدؒ فرماتے ہیں کہ میں صبح سویرے اٹھا اور حکم الٰہی کے پورا کرنے میں لگ گیا۔

میں نے راہبوں کا بھیس بدلا اور ان کے ساتھ دیر سمعان چلا آیا۔ جب ان راہبوں کا بڑا پادری آیا اور یہ سب اس کے گرد اکٹھے ہوئے اور خاموش ہوکر اس کے کلام کو سننے کی طرف متوجہ ہوئے تو اس کے لیے کھڑا ہونا مشکل ہو گیا اور قوت گویائی نہ رہی گویا اس کے منہ میں لگام ڈال دی گئی ہے۔

سارے راہب اس کی طرف متوجہ ہوکر بولے: حضور کیا بات پیش آ گئی ہے کہ آپ کچھ کلام نہیں فرما رہے؟ ہم آپ کے کلام سے راہ یاب ہوتے اور آپ کے علم کی اقتداء کرتے ہیں۔

پادری بولا کہ مجھے کلام کرنے اور تقریر کا آغاز کرنے میں کوئی اور رکاوٹ نہیں ہے سوائے اس کے کہ تمہارے درمیان ایک رَجُلِ مُحَمَّدِی آ گیا ہے اور وہ آیا ہے تمہارے دین کو جانچنے اور تم پر زیادتی کرنے کے لیے وہ سارے بولے کہ آپ ہمیں بتلایئے وہ کون ہے، ہم ابھی اسے قتل کیے دیتے ہیں۔

وہ پادری کہنے لگا کہ نہیں: کسی کو بغیر دلیل و برہان کے قتل کرنا صحیح نہیں، میرا خیال ہے کہ میں اس (رَجُلِ مُحَمَّدِی) کا امتحان لیتا ہوں اور اس سے علم الادیان سے متعلق چند مسائل دریافت کرتا ہوں اگر اس نے ان کا جواب دے دیا اور اچھی طرح بیان کر دیا تو ہم اسے چھوڑ دیں گے، ورنہ مار ڈالیں گے، ضابطہ بھی ہے کہ امتحان کے

وقت آدمی کی یا تو عزت ہوتی ہے یا وہ ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے۔'' وہ سارے پادری بولے ٹھیک ہے جناب کی جو رائے ہو اس کے مطابق عمل کریں، ہم تو استفادے کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔

وہ بڑا پادری اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا اور یوں پکارا کہ: اے رجل محمدی تجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا واسطہ تو اپنی جگہ پر کھڑا ہو جا، تاکہ نگاہیں تجھے دیکھ سکیں۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور اللہ جل شانہ، کی تسبیح وتنزیہ کرنے لگے۔

پادری نے آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ: اے رجل محمدی میرا ارادہ ہے کہ میں تجھ سے کچھ سوالات کروں، اگر تو نے ان کے جوابات دے دیے اور ان کی اچھی تشریح کر دی تو ہم تیری پیروی کرلیں گے اور اگر تو ان کے جوابات نہ دے سکا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے۔

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ منقولات و معقولات میں سے جو چاہو پوچھو ہماری جو باتیں ہوں گی، اللہ اس پر گواہ ہے (پادری نے سوالات شروع کیے)

پادری کے سوالات

۱۔ آپ ہمیں ایسا ایک بتلائیے جس کا دوسرا نہیں۔

۲۔ اور ایسے دو جن کا تیسرا نہیں۔

۳۔ ایسے تین جن کا چوتھا نہیں۔

۴۔ اور ایسے چار جن کا پانچواں نہیں۔

۵۔ اور ایسے پانچ جن کا چھٹا نہیں۔

۶۔ اور ایسے چھ جن کا ساتواں نہیں۔

۷۔ اور ایسے سات جن کا آٹھواں نہیں۔

۸۔ اور ایسے آٹھ جن کا نواں نہیں۔

۹۔ اور ایسے نو جن کا دسواں نہیں۔

۱۰۔ اور عشرۂ کاملہ کے بارے میں بتلایئے۔

۱۱۔ اور ہمیں گیارہ کے بارے میں بتلایئے۔

۱۲۔ اور بارہ کے بارے میں خبر دیجئے۔

۱۳۔ اور تیرہ کے بارے میں بتلایئے ان سے کیا مراد ہے۔

۱۴۔ اور بتلایئے کہ وہ کونسی قوم تھی جس نے جھوٹ بولا اور جنت میں گئی اور وہ کون سی قوم ہے جس نے سچ بولا اور جہنم میں پہنچی؟

۱۵۔ اور بتلایئے کہ انسانی جسم میں اس کے نام رہنے کی جگہ کہاں ہے؟

۱۶۔ اور ذَارِیَاتِ ذَرْوًا۔

۱۷۔ حَامِلَاتِ وِقْرًا۔

۱۸۔ جَارِیَاتِ یُسْرًا۔

۱۹۔ اور مُقَسِّمَاتِ اَمْرًا کے بارے میں بتلایئے ان سے کیا مراد ہے؟

۲۰۔ اور وہ چیز بتلایئے جو بغیر روح کے سانس لیتی ہے۔

۲۱۔ اور ان چودہ کے بارے میں بتلایئے جنہوں نے اللہ ربُّ العزت جَلَّ جَلَالُہٗ سے کلام کیا۔

۲۲۔ اور وہ قبر بتلایئے جو اپنے مردہ کو لیے پھرتی رہی۔

۲۳۔ اور ایسا پانی بتلایئے جو نہ زمین سے نکلا اور نہ آسمان سے برسا۔

۲۴۔ اور ان چار کے بارے میں بتلایئے جو نہ باپ کی پیٹھ سے نکلے اور نہ ماں کے پیٹ

سے پیدا ہوئے۔

۲۵۔ اور بتلائیے کہ زمین پر سب سے پہلے خون کونسا بہایا گیا۔

۲۶۔ اور وہ چیز بتلائیے جس کو اللہ نے پیدا کیا اور پھر خرید لیا۔

۲۷۔ اور وہ چیز بتلائیے جس کو اللہ نے پیدا کیا پھر اس کو بُرا بتلایا۔

۲۸۔ اور وہ چیز بتلائیے کہ جس کو اللہ نے پیدا کیا اور بڑا بتلایا۔

۲۹۔ اور وہ چیز بتلائیے کہ جس کو اللہ نے پیدا کیا اور اس کے بارے میں خود ہی سوال کیا۔

۳۰۔ بتلائیے عورتوں میں سب سے افضل عورتیں کون سی ہیں؟

۳۱۔ دریاؤں میں سب سے افضل دریا کون سے ہیں؟

۳۲۔ پہاڑوں میں سب سے افضل پہاڑ کون سا ہے؟

۳۳۔ چوپایوں میں سب سے افضل چوپایہ کون سا ہے؟

۳۴۔ مہینوں میں سب سے افضل مہینہ کون سا ہے؟

۳۵۔ اور راتوں میں سب سے افضل رات کون سی ہے؟

۳۶۔ اور طامّہ کسے کہتے ہیں بتلائیے؟

۳۷۔ اور ایسا درخت بتلائیے جس میں بارہ ٹہنیاں اور ہر ٹہنی پر تیس پتے اور ہر پتے پر پانچ پھول دو دھوپ میں کھلتے ہیں اور تین سایہ میں۔

۳۸۔ اور وہ چیز کون سی ہے جس نے بیت اللہ کا طواف کیا، حج کیا، حالانکہ اس پر نہ حج فرض تھا اور نہ اس میں روح۔

۳۹۔ اور بتلائیے اللہ نے کتنے نبی بھیجے؟

۴۰۔ اور ان میں کتنے رسول ہوئے؟

۴۱۔ اور ایسی چار چیزیں بتلائیے کہ جن کا ذائقہ اور رنگ مختلف اور ان سب کی اصل ایک ہے۔

۴۲۔ اور نَقِیْر، قِطْمِیْر اور فَتِیْل کے بارے میں بتلایئے۔
۴۳۔ اور بتلایئے سِبْد اور لِبْد کیا چیز ہوتی ہے؟
۴۴۔ اور بتایئے طم اور رم سے کیا مراد ہے؟
۴۵۔ اور بتلایئے کہ کتا جب آواز کرتا ہے تو کیا کہتا ہے؟
۴۶۔ اور گدھا جب بولتا ہے تو کیا کہتا ہے؟
۴۷۔ بیل کیا بولتا ہے؟
۴۸۔ گھوڑا ہنہناتے وقت کیا کہتا ہے؟
۴۹۔ اونٹ کیا کہتا ہے؟
۵۰۔ مور کیا گاتا ہے؟
۵۱۔ تیتر کیا بولتا ہے؟ (سلسلہ جوابات میں اس کا ذکر نہیں آیا اس وجہ سے جوابات ۵۵ رہ گئے ہیں۔)
۵۲۔ بلبل چہچہاتے وقت کیا گاتی ہے؟
۵۳۔ مینڈک اپنی تسبیح میں کیا کہتا ہے؟
۵۴۔ ناقوس سے کیا آواز آتی ہے؟
۵۵۔ ایسی قوم بتلایئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی جانب وحی فرمائی حالانکہ نہ وہ انسان ہے، نہ جنات، نہ فرشتے۔
۵۶۔ اور بتلایئے کہ جب دن آتا ہے تو، رات کہاں چلی جاتی ہے؟ اور جب رات آتی ہے تو، دن کہاں رہتا ہے؟

(جب پادری اتنے سوالات کر چکا تو) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور کچھ پوچھنا ہے؟ پادری بولا نہیں اور کچھ نہیں پوچھنا (آپ صرف انہیں سوالات کے صحیح صحیح جوابات دے دیجئے اور ہماری باتوں کو وضاحت سے بیان کر دیجئے)۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے پھر یاد دہانی کراتے ہوئے فرمایا کہ اگر میں تمام باتوں کے صحیح صحیح جواب دے دوں تو تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ گے؟ تمام بولے ہاں! ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الشَّاھِدُ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ۔ اے اللہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں تو اس پر گواہ ہے۔

حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کے جوابات

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے جوابات دینے شروع کیے اور فرمایا۔

۱۔ ایسا ایک جس کا دوسرا نہیں وہ اللہ واحد وقہار ہے۔

۲۔ اور ایسے دو جن کا تیسرا نہیں وہ رات اور دن ہیں، اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَجَعَلْنَا الَّیْلَ وَالنَّھَارَ آیَتَیْنِ اور ہم نے بنائے رات اور دن دو نمونے۔ (سورۂ بنی اسرائیل۔۱۲)

۳۔ اور ایسے تین جن کا چوتھا نہیں وہ عرش، کرسی اور قلم ہے۔

۴۔ اور ایسے چار جن کا پانچواں نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ چاروں کتابیں تورات، زبور، انجیل اور قرآن پاک ہیں۔

۵۔ اور ایسے پانچ جن کا چھٹا نہیں وہ پانچ نمازیں ہیں جن کا ہر مسلمان مرد و عورت پر پڑھنا فرض ہے۔

۶۔ اور ایسے چھ جن کا ساتواں نہیں وہ چھ دن ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ذکر فرمایا ہے۔ "وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ"۔ ہم نے بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں۔ (سورۂ ق۔۳۸)

۷۔ اور ایسے سات جن کا آٹھواں نہیں وہ ساتوں آسمان ہیں۔جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰاتٍ طِبَاقًا" وہی تو ہے جس نے بنائے سات آسمان تہہ بہ تہہ۔(سورۂ ملک۔۳)

۸۔ اور ایسے آٹھ جن کا نواں نہیں، تو وہ عرشِ الٰہی کو اٹھانے والے آٹھ فرشتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ" (سورۂ الحاقہ) اور اٹھائے ہوئے ہوں گے آپ کے رب کا عرش اس روز آٹھ فرشتے۔

۹۔ اور ایسے نو جن کا دسواں نہیں تو وہ نو شخص ہیں جو شہر میں فساد پھیلاتے تھے، ارشاد باری ہے: وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ۔ اور اس شہر میں نو شخص تھے جو ملک میں فساد پھیلاتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔ (سورۂ نمل۔۴۸)

۱۰۔ اور عشرۂ کاملہ سے مراد وہ دس دن ہیں جن میں متمتع ہدی نہ ہونے کی صورت میں روزہ رکھتا ہے۔ارشاد ربانی ہے: فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ (سورۂ بقرہ ۱۹۶) پس روزے رکھے تین حج کے دنوں میں اور سات روزے اس وقت جب تم واپس لوٹو، یہ پورے دس دن ہوئے۔

۱۱۔ رہا تمہارا سوال گیارہ کے بارے میں تو وہ برادرانِ یوسف ہیں جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے جناب یوسف علیہ السلام کی جانب سے حکایۃً فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے۔اِنِّیْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا۔ میں نے دیکھا (خواب میں) گیارہ ستاروں (یعنی بھائیوں) کو

۱۲۔ اور بارہ کے متعلق تمہارا سوال، تو ان سے مراد بارہ مہینے ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَتَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، (سورۂ توبہ۔۳۶) بلاشبہ اللہ کے یہاں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہیں۔ اللہ کے حکم میں۔

۱۳۔ اور تمہارا سوال تیرہ کے متعلق تو اس سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سَاجِدِيْنَ۔" (سورۂ یوسف۔۴) بے شک میں نے دیکھا ہے (خواب میں) گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو، میں نے دیکھا انہیں کہ یہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔

۱۴۔ رہا تمہارا سوال، ایسی قوم کے بارے میں جس نے جھوٹ بولا اور جنت میں گئی تو وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ہیں۔ جنہوں نے یہ کہا تھا۔ "اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ" (سورۂ یوسف۔۱۷) ابا جان! ہم دوڑنے لگے آگے نکلنے کو اور یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑا اسے بھیڑیا کھا گیا۔ یہ بات انہوں نے جھوٹ کہی تھی لیکن پھر بھی جنت میں گئے (کیونکہ توبہ کر لی تھی) اور وہ قوم جس نے سچ بولا پھر بھی جہنم میں گئی تو وہ یہود و نصاریٰ ہیں۔ جنہوں نے یہ کہا: وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصَارٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ (سورۂ بقرہ۔۱۱۳) یہودی کہتے ہیں کہ نصاریٰ کسی راہ پر نہیں ہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہودی کسی راہ پر نہیں ہیں۔ انہوں نے یہ بات تو سچ کہی ہے لیکن پھر بھی جہنم میں گئے (اس لیے کہ یہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے۔

۱۵۔ رہا تمہارا یہ سوال کہ تمہارے جسم میں تمہارے نام رہنے کی جگہ کہاں ہے تو اس کا

جواب یہ ہے کہ تمہارا نام رہنے کی جگہ تمہارے کان ہیں۔

۱۶۔ ذَارِيَاتِ ذَرْوًا (سورۂ ذاریات۔۱) سے مراد چاروں ہوائیں ہیں۔

۱۷۔ حَامِلَاتِ وِقْرًا (سورۂ ذاریات۔۲) سے مراد بادل ہیں، چنانچہ ارشاد باری ہے "وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ" (سورۂ بقرہ۔۱۶۴) اور بادل میں جو کہ مسخر ہے آسمان وزمین کے درمیان۔

۱۸۔ جَارِيَاتِ يُسْرًا (سورۂ ذاریات۔۳) سے مراد دریاؤں میں چلنے والی کشتیاں ہیں۔

۱۹۔ اور مُقَسِّمَاتِ اَمْرًا (سورۂ ذاریات۔۴) سے مراد وہ فرشتے ہیں جو نصف شعبان سے اگلے نصف شعبان تک مخلوق کی روزی تقسیم کرنے پر مقرر ہیں۔

۲۰۔ اور وہ چودہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا سو وہ ساتوں زمین اور ساتوں آسمان ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ۔ (سورۂ حم سجدہ۔۱۱) پھر فرمایا: آسمان اور زمین سے کہ، چلے آ ؤ خوشی سے یا ناخوشی سے" بولے آئے ہم خوشی سے۔"

۲۱۔ اور ایسی قبر جو اپنے مردہ کو لیے پھرتی رہی سو وہ مچھلی ہے، جس نے حضرت یونس علیہ السلام کو نگل لیا تھا اور ان کو دریا میں لیے پھرتی تھی۔

۲۲۔ اور ایسی چیز جو بغیر روح کے سانس لیتی ہے وہ صبح ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ" (سورۂ تکویر۔۱۸) اور قسم ہے صبح کی جب دم بھرے۔

۲۳۔ اور ایسا پانی جو نہ آسمان سے برسا اور نہ زمین سے نکلا! سو اس سے گھوڑے کا پسینہ مراد ہے۔ جو بلقیس نے قارورہ میں رکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ان کا امتحان لینے کے لیے بھیجا تھا۔

۲۴۔ اور ایسے چار جو نہ باپ کی پیٹھ سے نکلے اور نہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔

(۱) وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں آنے والا مینڈھا (۲) حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی جو پہاڑ سے پیدا کی گئی (۳) حضرت آدم علیہ السلام جو بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے (۴) حضرت اماں حوا علیہا السلام جو حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا کی گئیں۔ یہ چار مراد ہیں۔

۲۵۔ اور وہ خون جو زمین پر سب سے پہلے بہایا گیا وہ ہابیل کا خون ہے جسے اس کے بھائی قابیل نے قتل کر دیا تھا۔

۲۶۔ اور ایسی چیز جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور پھر خود ہی خرید لیا وہ مؤمن کا نفس ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے۔ "اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ" (سورۂ توبہ۔۱۱۱) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے خرید لیا ہے اہل ایمان سے ان کے نفسوں اور مالوں کو اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے۔

۲۷۔ اور ایسی چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اسے برا بتلایا وہ گدھے کی آواز ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ" (سورۂ لقمان۔۱۹) بلاشبہ سب سے بری آواز گدھے کی ہے۔

۲۸۔ ایسی چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور بڑا بتلایا وہ عورتوں کا مکر اور چالاکی ہے۔ ارشاد ہے اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ البتہ تمہارا مکر و فریب بڑا ہے۔

۲۹۔ ایسی چیز جسے اللہ نے پیدا کیا اور اس کے بارے میں سوال کیا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی ہے، ارشاد باری ہے۔ "وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ" (سورۂ طٰہٰ۔۱۸) یہ کیا ہے تمہارے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰ؟ عرض کیا کہ یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور پتے جھاڑتا ہوں، اس سے بکریوں کے لیے۔

۳۰۔ عورتوں میں سب سے افضل حضرت حوا، (ام البشر) حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ، حضرت آسیہ، حضرت مریم بنت عمران رضی اللہ عنہن ہیں۔

۳۱۔ دریاؤں میں سب سے افضل دریا سَیْحُوْن، جَیْحُوْنُ، دِجْلَہ، فرات اور نیل ہیں۔

۳۲۔ پہاڑوں میں سب سے افضل پہاڑ طور ہے

۳۳۔ چوپایوں میں سب سے افضل گھوڑا ہے۔

۳۴۔ مہینوں میں سب سے افضل رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ" (سورۂ بقرہ۔۱۸۵) رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔

۳۵۔ راتوں میں سب سے افضل لیلۃ القدر ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں۔ "لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ" (سورۂ نازعات۔۳۴) لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

۳۶۔ طامّہ قیامت کے دن کو کہتے ہیں۔

۳۷۔ ایسا درخت جس میں بارہ ٹہنیاں ہوں ہر ٹہنی پر تیس پتے ہوں ہر پتہ پر پانچ پھول ہوں جس میں سے دو دھوپ میں کھلتے ہوں اور تین سایہ میں، سو درخت سے مراد تو سال ہے بارہ ٹہنیوں سے مراد بارہ مہینے ہیں اور تیس پتوں سے مراد مہینے کے تیس دن ہیں اور ہر پتے پر پانچ پھول سے مراد پانچوں فرض نمازیں ہیں جو رات دن میں پڑھی جاتی ہیں جن میں سے، دو ظہر اور عصر دھوپ (دن) میں اور تین (فجر، مغرب، عشا،) سایہ (رات میں پڑھی جاتی ہے۔)

۳۸۔ ایسی چیز جس نے بیت اللہ کا طواف کیا، حج کیا، حالانکہ نہ اس پر حج فرض، نہ اس میں جان، اس سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہے۔ (جو طوفان کے

دوران خانہ کعبہ کے گرد گھومتی رہی۔)

۳۹۔ رہا یہ سوال کہ اللہ تعالیٰ نے کتنے انبیاء اور رسول بھیجے سو اللہ تعالیٰ نے (کم وبیش) ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام مبعوث فرمائے۔

۴۰۔ اور ان میں سے تین سو تیرہ کو رسول بنایا۔

۴۱۔ ایسی چار چیزیں جن کا ذائقہ اور رنگ الگ الگ ہے اور ان سب کی اصل ایک ہے وہ آنکھ، ناک، کان اور منہ ہیں۔ آنکھوں کا پانی کھاری، منہ کا پانی میٹھا، ناک کا پانی کھٹا اور کان کا پانی کڑوا ہوتا ہے۔

۴۲۔ یہ سوال کہ نقیر، قطمیر اور فتیل کس کو کہتے ہیں سو نقیر کھجور کی گٹھلی کی پشت پر جو نقطہ ہے اس کو، اور قطمیر کھجور کی گٹھلی کے اوپر جو باریک چھلکا ہوتا ہے اسے اور فتیل کھجور کی گٹھلی کے شگاف کی باریک بتی کو کہتے ہیں۔

۴۳۔ سبد اور بھیڑ دنبہ اور بکری کے بالوں کو کہتے ہیں۔

۴۴۔ طم اور رم سے مراد ہمارے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے کی مخلوق ہے۔

۴۵۔ گدھا جب شیطان کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے "لَعَنَ اللّٰہُ الْعُشَّارَ و ھو المکاس" چنگی پر محصول لینے والے پر خدا کی پھٹکار ہو۔

۴۶۔ کتا کہتا ہے "وَیْلٌ لِاَھْلِ النَّارِ مِنْ غَضَبِ الْجَبَّارِ" اللہ جبار کے غصہ کی وجہ سے دوزخیوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔

۴۷۔ بیل کہتا ہے۔ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ"

۴۸۔ گھوڑا کہتا ہے۔ "سُبْحَانَ حَافِظِیْ اِذَا الْتَقَتِ الْاَبْطَالُ وَاشْتَغَلَتِ الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ۔"

۴۹۔ اونٹ کہتا ہے۔ "حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا"

۵۰۔ مور کہتا ہے۔ "اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى"

۵۱۔ بلبل کہتی ہے۔ "سُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ"

۵۲۔ مینڈک کہتا ہے۔ "سُبْحَانَ الْمَعْبُوْدُ فِى الْبَرَارِىْ وَالْقِفَارْ۔ سُبْحَانَ الْمَلِكُ الْجَبَّارْ"

۵۳۔ ناقوس سے آواز نکلتی ہے۔ "سُبْحَانَ اللّٰهِ حَقًّا حَقًّا اُنْظُرْ يَا ابْنَ آدَمَ فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا شَرْقًا وَ غَرْبًا مَا تَرٰى فِيْهَا يَبْقٰى (اللہ پاک ہے وہ سچ اور حق ہے اے ابن آدم اس دنیا میں بنظر عبرت مشرق و مغرب کی طرف دیکھ تجھے اس میں کوئی بھی باقی نظر نہیں آئے گا۔)

۵۴۔ ایسی قوم جس کی جانب اللہ تعالیٰ نے وحی کی حالانکہ وہ نہ انسان ہیں نہ جن، نہ فرشتے، وہ شہد کی مکھی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ" (سورہ نحل۔ ۶۸) اور حکم دیا آپ کے رب نے شہد کی مکھی کو بنائے پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں اور جہاں ٹٹیاں باندھتے ہیں۔

۵۵۔ رہا یہ سوال کہ جب دن آتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے اور جب رات آتی ہے تو دن کہاں ہوتا ہے تو اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں، یہ راز نہ کسی نبی و رسول پر کھلا اور نہ کوئی مقرب سے مقرب فرشتہ اس پر مطلع ہوا۔

(ان تمام سوالوں کا جواب دینے کے بعد) حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر کوئی اور سوال رہ گیا ہو تو پوچھ لو سب نے کہا کہ اب کوئی سوال باقی نہیں رہا۔

آپ نے فرمایا اچھا اب میری ایک بات کا جواب دو۔

یہ بتلاؤ کہ آسمانوں اور جنت کی کنجی کیا ہے؟

بڑا پادری اس پر خاموش رہا۔

مجمع میں سے آواز آئی کہ تم نے اتنی باتیں پوچھیں اور انہوں نے ان سب کا جواب دیا یہ کیا بات ہے کہ انہوں نے تم سے صرف ایک بات پوچھی اور تم اس کا بھی جواب نہیں دے پا رہے۔

پادری بولا کہ میں ان کی بات کا جواب دینے سے عاجز نہیں ہوں۔ مجھے خطرہ ہے کہ اگر میں نے ان کی بات کا جواب دے دیا تو تم میری موافقت نہیں کرو گے۔

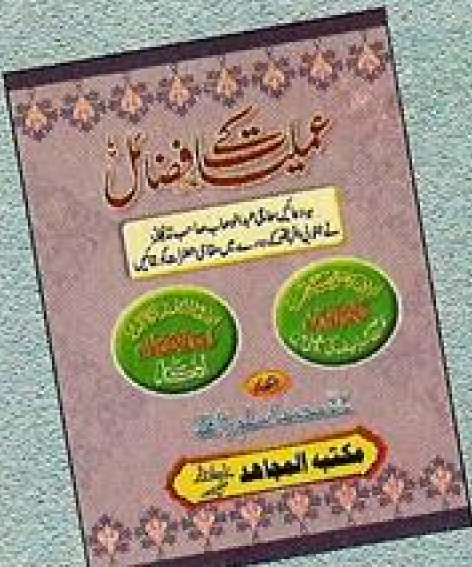
وہ بولے ہم آپ کی موافقت کیوں نہیں کریں گے۔ آپ ہمارے بڑے ہیں۔ آپ نے جب بھی کچھ کہا ہم نے سنا اور آپ کی موافقت کی۔

پادری نے کہا کہ لو پھر سنو آسمانوں اور جنت کی کنجی ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

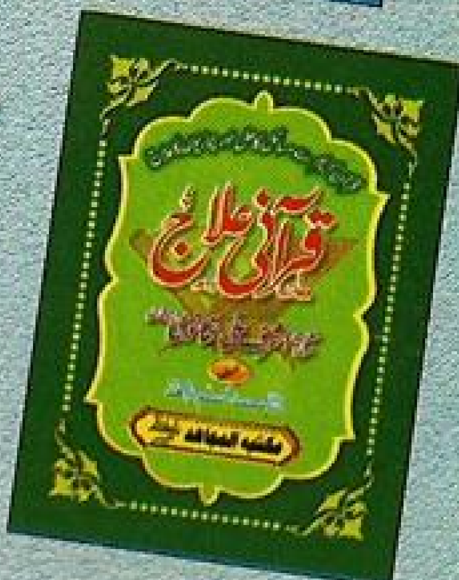
جب انہوں نے یہ بات سنی تو سب کے سب مسلمان ہو گئے اور گرجے کو گرا کر اس کی جگہ مسجد بنائی اور سب سے اپنی اپنی زناریں توڑ ڈالیں اس موقع پر حضرت بایزید بسطامی کو غیب سے آواز آئی اے بایزید تم نے ہماری رضا کی خاطر ایک زنار باندھی تھی ہم نے تمہاری خاطر پانچ سو زناروں کو توڑ دیا۔

(الروض الفائق فی المواعظ والرقائق ص ۲۰۴ تا ۲۰۶ جواہر پارے)









مکتبہ المجاہد
رائے ونڈ
ضلع لاہور